www.Paksociety.Com

نیلم ریاست

ناولٹ

جنہیں راستے میں خبر ہونے تک

"تو میرے پیارے بھائیوں میں تمہارا اس بات پر غور ضرور کرنا یہاں پر میری بہت سی اور بہنیں بھی مجھے سن رہی ہیں۔ میں آپ سے بھی درخواست کروں گا کہ اس قطعے پر غور ضرور کیجیے گا اور

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اپنے اعمال کو درست کرلیں اپنے والدین کی عزت کریں ان کی قدر کریں۔"

پورے ہال میں خاموشی طاری تھی۔ جہاں ہر روز افطاری کے بعد خصوصی خطاب اور پھر دعا تراویح پڑھائی جاتی تھیں۔ یہ سب رمضان کریم کی رونقیں تھیں ملک کے بیشتر حصوں کی طرح اس درسگاہ میں بھی سحری اور افطاری میں بہت بڑے پیمانے پر لوگوں کو فری کھانا دیا جاتا تھا۔ لوگ صبح شام جوق در جوق آتے تھے صفیں بچھا کر کھانا لگا دیا جاتا۔ آج چوبیسواں روزہ تھا۔

ادارے کے روح رواں اعتکاف میں بیٹھے بہت سے افراد سے خطاب کررہے تھے۔ سبھی لوگ انہیں انتہائی ادب سے سن رہے تھے مگر باہر گیٹ کے قریب بچی تھوڑی سی جگہ پر کٹھری بنا ایک وجود مسلسل جھٹکوں کی زد میں تھا۔ سارا دن نہ جانے کہاں کہاں کی خاک چھانتا مگر دن ڈھلتے ہی یہاں چلا آتا۔ انتظامیہ کے آدمیوں کے ساتھ مل کر کھانا تقسیم کرتا۔ صفائی کروانے میں مدد دیتا۔ نماز پڑھتا، خطاب سنتا اور دعا کے وقت اس کا وجود ایسے ہی جھٹکوں کی زد میں آجاتا۔ نہ جانے کون سے دکھ اس

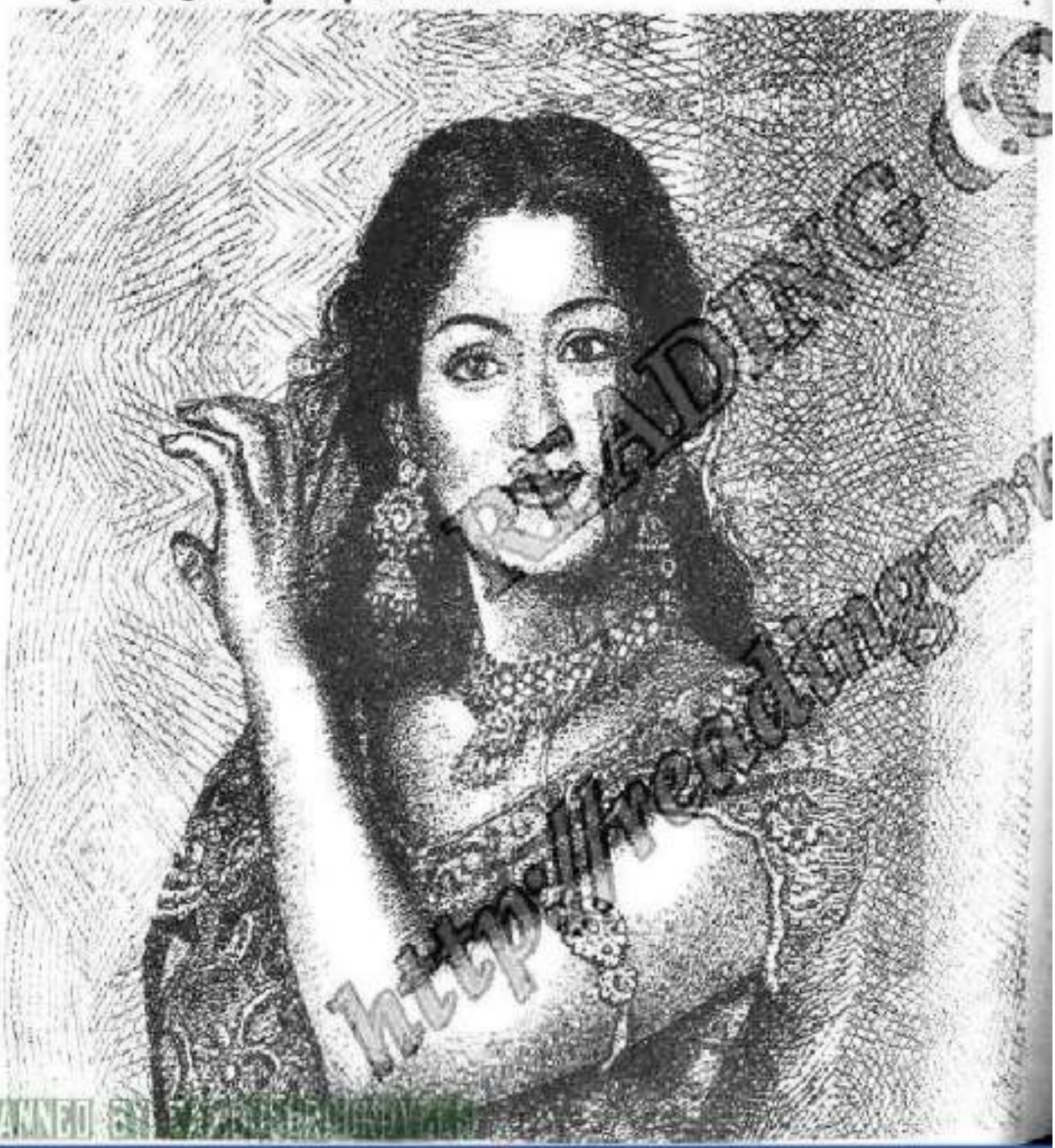

SCANNED BY PAKSOCIETY
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کورلاتے تھے۔ نہ جانے کیا روگ دل میں چھپائے پھرتا تھا کہ آنکھوں کا سیلاب رکتا ہی نہ تھا۔ پیمانہ تو تب ہی چھلکتا ہے ناں جب بھر جائے اس میں اور گنجائش نہ رہے۔ روروکر وہیں سو جاتا۔ صبح سحری کرتا نماز پڑھتا، کھانا تقسیم کرتا برتن اٹھاتا کبھی دھلوا بھی دیتا اور پھر مدرسے سے نکل جاتا۔ خطاب ابھی بھی جاری تھا آج کا موضوع ماں تھا۔

اب ضرورت اس امر کی ہے کہ آج یہاں اس وقت جتنے بھی لوگ موجود ہیں ہم اپنے گریبان میں جھانکیں اپنا تجزیہ خود کریں کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ ہم میں سے کتنے لوگ ایسے ہیں کہ جن کے پاس اپنی ماں کے لیے ٹائم ہو۔ آج کس کس نے پوچھا کہ اماں آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔ کتنوں نے آج کوشش کی کہ ماں کا دل نہیں توڑنا۔ یقیناً ایسے لوگ آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ میرے نوجوانو! وقت کی قدر کو پہچانو تمہارے ماں باپ وہ خزانہ ہیں جو ایک دفعہ چھن گیا تو قیامت تک واپس نہیں ملتا، بلکہ جس نے دنیا میں اس خزانے کی قدر نہ کی اس کا آخرت میں بھی کوئی حصہ نہیں ہے۔"

خطاب جاری تھا مگر گیٹ کے قریب ننگی جگہ پر چادر کی بغل میں خود کو گٹھڑی کی طرح لپیٹ کر بیٹھا وجود جھٹکے کھاتا کھاتا یک دم ساکت ہو کر ایک طرف لڑھک گیا۔ کسی کا اس کی طرف دھیان نہ تھا۔

وہ ان گزرے ایک سال اور چودہ دنوں میں اتنا رویا تھا کہ آنکھوں کے سوتے خشک ہو گئے تھے اور شرمندہ اس قدر تھا کہ اس کے قدم شرمندگی کے مارے اپنے گھر کی طرف اٹھتے ہی نہ تھے۔ بس ایک ہی خیال اس کے دماغ میں رہتا کہ کاش کاش وہ اپنی زندگی کے بیتے دنوں کو واپس موڑ سکتا اور اپنی غلطیاں سدھار پاتا مگر گیا وقت اور بہتا پانی کبھی واپس نہیں آتے۔

☆.....☆

اس کا سب سے بڑا غرور اس کی ظاہری شخصیت تھی گورا رنگ کھڑے نقوش بلند قامت بھرا ہوا مضبوط جسم بس یہی وہ خوبیاں تھیں جنہوں نے اس کا دماغ ہواؤں میں اڑا رکھا تھا اور دوسری طاقت تھی دوست جگری یار ایک محلے کا ڈرائی کلینر جو چوبیس گھنٹے خدمت میں حاضر جب چاہے جیسا چاہے لباس اٹھایا نہا دھو کر زیب تن کیا۔ دوسرا دوست پہلے سے بھی زیادہ جانثار تھا ایک موٹر شاپ پر سینئر مکینک تھا۔ جب بھی مالک سرپرست ہوتا وہ دل و جان سے فرمائش پر گاڑی چند گھنٹوں کے لیے ادھار دے دیتا۔ اس طرح پہننے کے لیے اچھا لباس اور گھومنے کے لیے نت نئی گاڑی حاصل کرنا اس کے لیے کبھی مسئلہ نہیں بنا تھا۔

خوش شکلی کے باعث محلے کی چھوڑ سارے خاندان کی لڑکیاں اپنی جیب میں تھیں۔ نئے سے نئے ماڈل کا موبائل فون قسطوں پر حاصل کیا جاتا۔ قسطیں دینا اس کی سر دردی بھی نہیں رہی۔ دن رات کتابوں میں گم بہن کس کام کی تھی اسے بچوں کے ساتھ سر کھپا کر انہیں ٹیوشن پڑھاتی تھی تو آخر اس بھائی کا اتنا تو حق تھا ناں کہ اس کے موبائل کی قسطیں دے دیتی اور کبھی کبھار بیلنس ڈلوا دیتی آخر اکلوتا جوان بھائی تھا بہن اس کے لیے اتنا بھی نہیں کر سکتی۔

ہر موقع پر ملنے والے گفٹ علیحدہ، بے غیرتی اس انتہا کی کہ کبھی جو لڑکیوں سے چیزیں مانگتے ہوئے شرم آئی ہو۔ بڑے آرام سے یاد دلوایا جاتا کہ اس دفعہ میری سالگرہ پر کیا دے رہی ہو، وہ تو سال میں صرف بارہ مہینے ہیں اگر چوبیس بھی ہوتے تو ہر ماہ اس کی سالگرہ ہونا لازم تھی۔

نت نئے ڈیزائن کی شرٹس، پتلونیں، جوتے، رومال، جیل، پرفیومز، سن گلاسز، مہنگے ریسٹورنٹ میں کھانے، راوی بس چین ہی چین لکھ رہا تھا کیوں کہ یہ ساری چیزیں وہ ڈیڑھ سو لمبی لسٹ پوری کرتی تھی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

جواس کے فون میں موجود رہتیں۔

اس کا رکھ رکھاؤ۔ اس کے انداز و اطوار اس کی آنیاں اور جانیاں دیکھ کر کوئی بھی انجان آدمی یہ سوچ ہی نہیں سکتا تھا کہ یہ داؤد اکرام، اکرام ریڑھی والے کا بیٹا ہے۔ آپ اگر قسم کھا کر بھی کہتے کہ یہ خوشبوئیں اڑاتا وجود اکرام ریڑھی والے کے گھر میں ہی پیدا ہوا ہے تو کوئی نہ مانتا۔

ارے کہاں صحت مند تندرست و توانا جوان داؤد اکرام اور کہاں وہ فٹ پاتھ پر صبح سے شام کھڑا رہنے والا شکستہ وجود جس کے چہرے کی جھریوں میں ہر آن اضافہ ہوتا ہو۔ ساری عمر کی مشقت چہرے پر رقم ہو، جھکے ہوئے کندھے میلی سی پگڑی پیروں میں دھول سے اٹی ہوئی نیلون کی چپل اور کوئی تو خدا کا خوف کرو وہ تو دیکھنے میں ہی کسی رئیس کی اولاد لگتا اور یہ بابا تو اس کے نوکروں سے بھی گیا گزرا تھا۔ کہاں اس کا باپ ہو سکتا تھا کوئی یہ نہیں جانتا کہ یہ اس کا باپ ہونے کا ہی انعام ہے کہ اکرام ریڑھی والا وقت سے پہلے ہی بوڑھا ہو گیا۔ ہار مان گیا ہے۔ اس نے یہ خیال بھی چھوڑ دیا کہ اس کا کوئی جوان بیٹا بھی ہے۔

سارا مسئلہ تب ہوا جہاں اسے محبت ہو گئی۔ پہلے لڑکیوں کو اس سے محبت ہوتی رہی تھی۔ اس دفعہ اسے کسی لڑکی سے محبت ہوئی تھی۔ فرق تو پڑنا ہی تھا۔ پہلے وصول کرتا رہا تھا۔ اب دینے کی باری آئی تھی اور زوبیہ تھی بھی تو کیسی دودھ ملائی کی بنی چیزیں تو ایک طرف بندے کا جی چاہے اس جان بھی مانگے تو بسم اللہ کر کے سر قدموں میں وار کر رکھ دے۔ چھوٹی چھوٹی فرمائشیں تو وہ ماں کے غلے میں سے پیسے لے کر پوری کرتا رہا مگر اس دفعہ فرمائش بڑی آئی تھی۔ زوبیہ نے آئی فون مانگا تھا اور داؤد اکرام کا بس نہیں چل رہا تھا کہ کیسے فوراً سے آئی فون لا کر دے۔ قسطوں پر چیزیں دینے والے پٹھان نے بھی انکار کر دیا کہ پہلے پہلا حساب پورا کرو پھر بات کرنا۔ اب آ جا کر رہ گئے گھر والے۔ تو ہمیشہ کی طرح ان کی شامت آ گئی۔

رات کے اندھیرے میں گھر کے بڑے کمرے سے اس کے اونچا اونچا بولنے کی آوازیں آ رہی تھیں۔

"آخر کیوں اللہ نے مجھے آپ جیسے کنگلوں کے گھر پیدا کر دیا۔ نہ کبھی ڈھنگ کا کھانے کو ملا ہے نہ پہننے کو۔ جب بھی کوئی چیز مانگی ہے بس اپنی مسکین شکلیں دکھا دیتے ہیں۔"

اس سے چھوٹی مائرہ کو علم تھا عقل کا اندھا ہے کبھی نہیں سمجھے گا اس لیے خاموشی سے ضبط کیے اسے سنتی رہی۔

"میں کچھ نہیں جانتا بس مجھے ایک لاکھ روپے چاہیے۔ چاہے گھر بیچیں یا جو مرضی مجھے ہر حال میں ایک لاکھ چاہیے۔ چار دن ہیں آپ کے پاس۔"

مائرہ دھک سے رہ گئی۔ "دماغ ٹھیک ہے تمہارا کہاں سے آئے گا اتنا پیسہ یہاں کھانے کے لالے پڑے ہیں اور صاحب زادے کی اپنی ہی دنیا ہے۔"

"تم میرے منہ نہ لگو ورنہ منہ توڑ دوں گا میں تمہارا۔ کہاں جاتی ہے ساری کمائی؟ تم کماتی ہو ابا کماتا ہے اماں جو سارا دن لوگوں کے کپڑے سیتی رہتی ہیں کہاں جاتے ہیں اتنے پیسے؟"

مائرہ جانتی تھی کہ اگر آئینہ دکھانے بیٹھی تو وہ اس پر ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرے گا۔ اس لیے خون کے گھونٹ پی گئی۔ ایک نفرت بھری نظر اس پر ڈال کر کمرے سے نکل گئی۔

بوڑھے ماں باپ دونوں مجرموں کی طرح سر جھکائے خاموش بیٹھے تھے۔

"میں جا رہا ہوں پرسوں جب آؤں تو مجھے رقم چاہیے نہیں تو آگ لگا دوں گا سارے گھر کو زندگی عذاب ہو گئی ہے۔ اس سے تو بہتر تھا کسی یتیم خانے میں ہی پیدا ہو جاتا۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

حلیمہ بی بی نے اپنے آنسو پلو سے صاف کیے۔ جب کہ اکرام کسی پتھر کے مجسمے کی طرح ساکت بیٹھا رہا۔ داؤد چیخ چلا کر واپس چلا گیا۔ ویسے بھی گھر پر وہ تب ہی آتا تھا جب اسے پیسے چاہیے ہوتے تھے۔

☆.....☆

تیسرے دن گھر آیا۔ ماں نے سلائی مشین کی دراز میں سے نکال کر پچاس ہزار اس کے آگے کر دیے۔ اسے یہ توفیق نہ ہوئی کہ پوچھتا اتنے تنگ حالات میں اتنی رقم کہاں سے لائی ہو۔ گھر کا سامان بیچا ہے یا گروی رکھ آئی ہو، الٹا ماں کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو گیا۔

"اس کو میں سر پر ماروں میں نے ایک لاکھ مانگا تھا۔ اس کا کیا کروں۔"

"میرے پاس اتنے ہی ہیں لے جاؤ اور یہاں سے چلے جاؤ۔" ماں نے سر اٹھا کر نہیں دیکھا۔ بس ٹھہرے ہوئے لہجے میں اتنا کہہ کر خاموش ہو گئی۔

"کتنی سخت دل عورت ہو تم اماں! بیٹا اتنے دنوں بعد گھر آیا ہے ایک گلاس پانی تک نہیں پوچھا اور کہہ رہی ہو چلا جاؤں۔ جا رہا ہوں مجھے بھی اس ڈربے میں رہنے کا کوئی شوق نہیں ہے مگر مجھے پچاس ہزار اور چاہیے جیسے یہ ہو گئے ہیں اور بھی نکل آئیں گے پھر جب آؤں تو میرے پیسے تیار رکھنا۔"

آئی فون کی قیمت تو سیدھی ایک لاکھ تھی۔ اس لیے اس نے کچھ سوچ کر پچاس ہزار کا ہی ایک اچھا سا موبائل خرید کر زوبیہ کی خدمت میں نذرانہ پیش کیا۔ اس نے مایوس سی شکل بنائی تھوڑی دیر تک موبائل کو الٹ پلٹ کر دیکھتی رہی پھر بڑی ادا سے بولی۔

"چلو اب تم لے آئے ہو تو یہی ٹھیک ہے مگر اس دفعہ عید پر مجھے ڈیزائنر ویئر سے جوڑا چاہیے۔ اپنی مرضی کا اور اس کے بعد عید پر کسی اچھے سے ریسٹورنٹ پر کھانا کھائیں گے۔ یاد رکھنا اب۔"

وہ دل میں خوش ہو گیا کہ چلو فون تو پسند آ گیا۔ اب اماں جو پیسے دے گی اس سے دوسری چیزیں دلوا دوں گا۔

☆.....☆

اگلی دفعہ مقررہ وقت پر جب وہ اپنے گھر آیا تو دروازے پر تالا پڑا تھا۔ منہ سے بڑبڑاتا واپس آ کر گاڑی میں بیٹھ کر زن سے چلا گیا۔ رات کو پھر واپس آیا تو دروازے پر پھر تالا ہی نظر آیا۔

ہمسائی سے پوچھنے پر پتا چلا کہ اماں کی طبیعت خراب تھی سو وہی اسپتال میں ہوں گے۔

"چلو یہ اب نئی مصیبت۔" وہ بڑے غصے میں اسپتال آیا تھا۔

جنرل اسپتال کے وارڈ میں حلیمہ بی بی دوائیوں کے زیر اثر غنودگی میں گم تھی۔ چہرے پر زردیاں گھلی ہوئی تھیں۔ آنکھوں کے گرد گہرے ہلکے مگر داؤد اکرام کے پاس دیکھنے والی آنکھ ہوتی تو یہ سب دیکھ پاتا وہ تو ہمیشہ ہوا کے گھوڑے پر سوار رہا تھا۔

رو رو کر مائرہ کی آنکھیں سوجی ہوئی تھیں۔ کبھی سے وہ ادھر سے ادھر بھاگ بھاگ کر دوائیاں لا رہی تھی۔ کبھی کوئی ٹیسٹ کروا رہی تھی۔ وہ بھی اس نے آج جن بچوں کو ٹیوشن پڑھائی تھی ان سے ایڈوانس ایک ماہ کی تنخواہ لی تھی تو خرچہ اٹھا سکی اس وقت وہ تھکی ماندی بکھری سی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر لکڑی کے بینچ پر بیٹھی تھی۔ ابا پاس اسی طرح بت بنے بیٹھے تھے۔

"یہ اماں نے اب نئے ڈرامے شروع کر دیے۔" براؤن پینٹ، سفید شرٹ پیروں میں براؤن جوتے لباس سے اٹھتی مہنگی خوشبو۔ مائرہ نے سر اٹھا کر اپنے بھائی کو دیکھا جسے وارڈ میں موجود سبھی لوگ ستائش بھری نظروں سے دیکھ رہے تھے۔ نہ جانے کہاں سے اس کے اندر اتنی طاقت آئی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور بازو سے پکڑ کر داؤد کو کھینچتی ہوئی

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اپنے ساتھ باہر لے آئی۔

"بازو چھوڑو میرا کیا جنگلیوں کی طرح کھینچ رہی ہو۔" مائرہ نے ایک جھٹکے سے بازو چھوڑ دیا۔

"تمہیں انسانوں کی زبان کہاں سمجھ آتی ہے داؤد اکرام! تمہارے ساتھ اگر پہلے دن سے جانوروں کی زبان میں بات کی جاتی تو آج میری ماں کو یہ دن نہ دیکھنے پڑتے۔" وہ جیسے پھٹ پڑی تھی۔

"کیا بکواس کر رہی ہو، ایک ہاتھ دوں گا میں تمہیں۔"

"ہاں مارو۔" مائرہ نے اپنے چہرے پر خود ہی تھپڑ مارے۔

"مارو مجھے تمہارے جیسے بھائی ہوں تو تھپڑوں کے علاوہ اور کیا مل سکتا ہے۔"

"جاننا چاہو گے کہ تم ہو کیا؟ میں بتاتی ہوں آج تمہیں آج مجھے تم سے کوئی ڈر نہیں ہے۔ مجھے ایک تھپڑ مارو گے تو میں تمہیں جواب میں دس تھپڑ ماروں گی۔ تم نے میرے ماں باپ کے ساتھ جو ظلم کیا ہے میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ میری تو ساری دنیا میرے ماں باپ ہیں۔ ان کے سوا میرا ہے کون؟ تمہیں ہم پہ رحم نہیں آتا؟ میں نے اپنے دن رات کی محنت کی کمائی تم پر لٹا دی۔ میری ماں نے لوگوں کے کپڑے سی سی کر اپنی ہڈیاں گلا لیں۔ میرا باپ تمہارا جشن پالتے پالتے وقت سے پہلے بوڑھا ہو گیا مگر تم ایک ایسی لعنت ہو جس سے جان ہی نہیں چھوٹتی جانتی ہوں میں آج تم کس لیے آئے ہو۔ باقی کا پچاس ہزار لینے آئے ہو ناں تاکہ اپنی دو ٹکے کی سہیلی کو عیدی دے سکو۔"

داؤد غصے سے اس کی طرف مارنے کے لیے بڑھا تھا۔

"خبردار! ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا۔" مائرہ کی آنسوؤں سے دھلی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ جس نے اس کے قدم روک دیے۔

"تم سمجھتے ہو کہ میں ناواقف ہوں تمہاری دلچسپیوں سے؟ میں بھی اسی دنیا میں رہتی ہوں۔ میں اگر آج تک خاموش رہی ہوں تو صرف تم سے نفرت کی وجہ سے۔ مگر اب نہیں اب بات میری ماں کی زندگی کی ہے جو اس نے تمہاری وجہ سے داؤ پر لگا دی۔ تم اولاد نہیں ہو داؤد تم جونک ہو جونک۔ خون پینے والے۔ تم نے ساری زندگی میرے ماں باپ کا خون پیا ہے۔ ارے بدبخت جس لڑکی کے لیے تم مرے جا رہے ہو میری ماں نے اپنا گروہ چھوڑ کر وہ تمہارے حوالے کی تھی۔ جس کو تحفہ دیتے وقت تم نے یہ بھی نہ دیکھا کہ آیا اسے تحفے چڑھانے والے تم اکیلے ہو یا ان کے پجاریوں میں تم جیسے اور کھڑے ہیں۔ میری ماں کی زندگی اتنی سستی تو نہیں ہے۔ داؤد تم مر کیوں نہیں جاتے۔ آخر کیا فائدہ ہے تمہاری زندگی کا میرا اتنا بڑا نقصان ہو گیا صرف تمہاری وجہ سے۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں مت بنو میرا مان مت میرے سر پر ہاتھ رکھو پر خدا کا واسطہ ہے مجھ سے میری چھت نہ چھینو، میں نے کبھی ان دونوں کو خوش نہیں دیکھا کبھی مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا۔ کبھی انہوں نے عید پر نئے کپڑے نہیں پہنے کبھی اچھے کھانے نہیں کھائے کیوں کہ وہ تمہیں اور تمہاری خواہشات کو پال رہے ہیں۔ داؤد اتنی بڑی سزا؟ انہوں نے تمہیں پیدا کر کے اتنا بڑا جرم کر دیا ہے کہ ان سے زندہ رہنے کا حق ہی چھین لو۔ چلے جاؤ یہاں سے کہیں دور کبھی واپس اپنی شکل مت دکھانا۔ تم نے ان کو اتنا توڑ دیا ہے کہ مجھے ان کا خیال اپنے بچوں کی طرح رکھنا ہے۔ میں رکھ لوں گی ان کا خیال۔ بس تم ہماری زندگیوں سے نکل جاؤ۔ میری ماں ہر روز اپنا کھانا تمہارے لیے بچا کر رکھتی ہے کہ ہو سکتا ہے تم گھر چکر لگاؤ تو وہ تمہیں کھانے کو کیا دے گی۔ ساری رات اس کی ایک آنکھ کھلی رہتی ہے کہ

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

اگر تمہیں کہیں خیال آئے کہ گھر پر ماں انتظار کر رہی ہوگی اور تم آؤ تو دروازہ بند دیکھ کر واپس نہ چلے جاؤ۔ اب میں انہیں بتا دینا چاہتی ہوں کہ تم مر گئے ہو۔ تاکہ وہ پیٹ بھر کر کھانا کھالے کہ پھر کسی کے انتظار میں جاگتی نہ رہیں۔"

ابا اندر سے بھاگتے ہوئے برآمد ہوئے اور حواس باختہ سے سیدھے مائرہ کی طرف آئے۔

"ماری بیٹا! چلو دیکھو تو تمہاری ماں کی حالت بگڑ گئی ہے۔" مائرہ کے حلق سے ایک چیخ بلند ہوئی۔

"ہائے میری امی۔" وہ تیزی سے واپسی کو مڑی اور پھر رک گئی۔ پلٹ کر ایک نظر داؤد پر ڈالی جو اس کے ساتھ ہی آرہا تھا۔

غصے نفرت سے پورا زور لگا کر اس نے داؤد کو دھکا دیا تھا۔ وہ لڑکھڑا گیا۔

"خبردار! تم اندر نہیں آؤ گے۔ اب کیا میری ماں کی لاش بیچنا چاہتے ہو؟" ابا پہلے ہی اندر جا چکے تھے۔ مائرہ بھی روتی ہوئی چل دی اور اس کے قدم وہیں زمین نے جکڑ لیے۔ کوریڈور میں پہلے سے ہی کئی مرد و خواتین آجا رہے تھے۔ ان میں سے کچھ دلچسپی اور کچھ حیرت و حقارت سے اس خوش شکل خوش لباس دراز قد جوان کو دیکھ رہے تھے کہ جس نے زندگی میں کبھی تصور تک نہ کیا تھا کہ دبوسی اس کی چھوٹی بہن کسی دن یوں اسے اتنے لوگوں کے سامنے شرمندہ کر دے گی۔ شرمندگی اس درجہ کی تھی کہ وہ کسی کی طرف دیکھے بغیر لمبے لمبے ڈگ بھرتا اسپتال سے باہر نکل آیا۔ بنا کچھ سوچے بس تیز تیز قدم اٹھاتا فٹ پاتھ پر چلتا چلا جا رہا تھا۔ اس کا کہیں جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا اور نہ ہی وہ یہ جانتا تھا کہ جا کہاں رہا ہے۔ منظور ڈرائی کلینرز کی بیٹھک میں جہاں ساری سردیاں گرمیاں اس کا ڈیرہ ہوتا تھا یا اپنے گھر جہاں وہ اس وقت جاتا تھا جب کوئی ضرورت ہوتی مگر آج اس گھر پر تالا لگ گیا تھا۔

خالی الذہنی سے چلتے ہوئے آدھا گھنٹہ بیت گیا تھا۔ جب وہ ایک رہائشی علاقے میں داخل ہوا جہاں بڑی بڑی کوٹھیاں سر اٹھائے کھڑی تھیں۔ ایک گیٹ کے بالکل سامنے گلی کے دوسری جانب لگے پول کے نیچے قدرے اندھیرے میں وہ آخر بیٹھ گیا۔ نگاہیں سامنے گھر کی پہلی منزل پر موجود ایک کمرے پر ٹکی تھیں۔

اگلا پورا گھنٹہ وہ وہیں بیٹھ کر سامنے والی کوٹھی میں موجود اس ایک کمرے کو دیکھتا رہا پھر اپنی جیب سے موبائل نکال کر پہلے لاک کھولا اور Inbox میں موجود نمبر پر ایک نیا میسج بھیجا۔

"Waht are you doing love?"

"تم کیا کر رہی ہو؟"

دوسرے ہی لمحے جواب آگیا۔

"As usual getting ready for bed."

"وہی سونے کی تیاری۔" داؤد کی انگلیاں ایک دفعہ پھر تیزی سے حرکت میں آئیں۔

"تمہاری یہ عادت بڑی اچھی ہے۔ ٹائم کی بڑی پابند ہو۔ مگر آج میں تم سے دیر تک بات کرنا چاہتا ہوں۔" میسج بھیجنے کے بعد اس کی نگاہوں نے پھر اسی کمرے کو فوکس کیا جس کی لائٹ بجھی ہوئی اور پردے گرے ہوئے تھے۔

جلد ہی جواب بھی آگیا۔

"کیوں آج کیا خاص بات ہے اور تمہیں بتایا تو ہوا ہے میری بہن میرے ساتھ سوتی ہے اس کے سامنے بات نہیں کر سکتی جا کر امی کو بتا دے گی۔ میرے لیے مسئلہ ہو جائے گا۔" موبائل کی روشن اسکرین پر ابھری عبارت پڑھتے ہی اس کی انگلیاں ایک دفعہ پھر حرکت میں آئیں۔

"مسئلہ کیا ہونا ہے اچھی بات ہے ناں اگر تمہاری امی کو علم ہو جائے تاکہ میں رشتہ بھیج سکوں۔ کیوں کہ مجھے لگتا ہے کہ اب ہمیں شادی کر لینی چاہیے۔" میسج

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

بھیجتے ہوئے داؤد کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا۔ کسی قسم کا کوئی جذبہ رقم نہ تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو کیا؟ دیکھو داؤد میری فیملی بہت سخت ہے اور ویسے بھی میں ابھی پڑھ رہی ہوں اتنی جلدی شادی کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔ تم مجھے بتاؤ تمہیں اپنا وعدہ یاد ہے ناں؟"

"کون سا وعدہ؟"

"تم بھول کیسے گئے ہو؟ یاد رکھنا اب مت بھولنا جانو! تم مجھے ڈیزائر و ہیرو دلوار ہے ہو۔ اچھا ابھی سونے مت کرنا میری بہن کمرے میں آ گئی ہے۔ کل بات کرتے ہیں۔"

"I love you daoud" ساتھ میں Kiss کا Icon تھا۔

داؤد نے اپنی سپاٹ نظروں سے اسکرین کو پڑھا پھر فون کو واپس جیب میں رکھ دیا۔ ایک نظر کلائی پر بندھی گھڑی پر ڈالی۔ پونے بارہ کا ٹائم تھا۔ پورے سوا بارہ وہ اپنی جگہ سے اٹھا تو رخ سامنے کوٹھی کی جانب تھا۔ بڑی آسانی سے ایک ہی جست میں دونوں ہاتھوں کی مدد سے وہ دیوار کے اوپر تھا اور لمحے کی تاخیر کے بغیر دوسری جانب کیاری میں کود گیا۔ اس کا ذہن جیسے ہر خطرے سے بے نیاز ہو کر سارا پروگرام ترتیب دے چکا تھا۔ اس لیے وہ بغیر سوچے سمجھے عمل کر رہا تھا۔

"داؤد اکرام دوسروں کو نظر انداز کرتا آیا ہے۔ دھوکا دینا کبھی بھی مشکل کام نہیں رہا مگر یہ کیسے ہو گیا کہ کوئی اسے نظر انداز کر کے اتنا بڑا دھوکا دے؟" "اگر وہ معصوم ہوئی تو جن رستوں سے آیا ہوں خاموشی سے انہی پہ پلٹ جاؤں گا اور جا کر پہلا قتل اس کا کروں گا جس نے اس پر تہمت لگائی ہے اور اگر مائرہ بچی ہوئی تو.....!" اس کے آگے اندھیرا تھا۔

پائپ کی مدد سے بغیر کوئی آواز پیدا کیے وہ بالکونی تک آیا۔ اس کے پیروں کی ساری دھمک غائب ہو چکی تھی۔ جیسے ہوا پر چل رہا ہو۔ وہ بے وقوف کبھی نہیں تھا۔ پھر بے وقوف بنا کیسے؟

بالکونی میں کھلنے والا دروازہ لاک تھا مگر کھڑکی کھلی تھی جس پر پردہ گرا ہوا تھا۔ کمرے میں نائٹ بلب کی مدھم روشنی پردوں کے نیچے سے جھانک رہی تھی۔

کھڑکی کے آگے کان لگا کر اس نے سننے کی کوشش کی تھی۔ کمرے سے دھیمی دھیمی سرگوشیوں کی آواز آ رہی تھی۔ گہرا سانس خارج کرتے ہوئے اس نے کھڑکی کا پٹ پوری طرح کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔

دوسری طرف اپنے بیڈ پر اوندھی لیٹی زوبیہ فون پر کسی کے ساتھ محو گفتگو تھی۔ ہلکے سے کھٹکے کی آواز پر اس نے سر اٹھایا اور مڑ کر کھڑکی کی طرف دیکھا تھا اور سامنے موجود شخص کو دیکھ کر اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

مارے حیرت کے زبان ساتھ چھوڑ گئی۔ ہاتھ سے فون چھوٹ کر بیڈ پر گر گیا اور وہ تیزی سے بیڈ سے اتر گئی۔

"تم یہاں کیا کر رہے ہو؟" بڑی دھیمی سی سرگوشیاں نکلی تھیں۔ شاید وہ سرگوشیوں میں بولنے کی عادی ہو چکی تھی یا پھر ہمت ہی اتنی بچی تھی۔

داؤد نے آگے بڑھ کر مین سوئچ بورڈ کے کئی بٹن ایک ساتھ دبائے سارا کمرہ روشنیوں سے نہا گیا۔

"کیا کر رہے ہو داؤد! تم یہاں کیسے میرے گھر کا میرے کمرے کا تمہیں کیسے علم ہوا؟" وہ آنکھوں کی بڑھتی ہوئی سرخی اپنے اندر اٹھتے غصے کے ابال اور زوبیہ کو اگنور کرتا اسی خاموشی سے اس کے بیڈ کی جانب بڑھا اور زوبیہ کے ہاتھوں سے چھوٹ کر گرنے والا فون اٹھا لیا۔

کال ابھی بھی جاری تھی۔ داؤد نے فون کان سے لگایا۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"ہیلو زوبی! بول کیوں نہیں رہی ہو؟ کیا تم بھی مجھ سے اتنی ہی محبت کرتی ہو جتنی میں تم سے کرتا ہوں؟"

ایک اذیت کی لہر تھی جس نے داؤد کے وجود کو جکڑا تھا۔ پھر وہ بولا۔

"میرے بھائی بڑی غلط جگہ پر کنڈی کھٹکھٹا رہے ہو۔ سچا سودا چاہتے ہو تو آج کے بعد یہ نمبر کبھی مت ملانا۔" ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

"یہ کیا بکواس کی تم نے داؤد تمہاری جرأت کیسے ہوئی۔"

"رات کے بارہ بجے اکیلا تمہارے کمرے میں تمہارے ساتھ موجود ہوں ابھی بھی تمہیں میری جرأت پر شک ہے؟" سلیقے سے سجے بال جنہیں جیل لگا کر خاص اسٹائل دیا گیا تھا جو اس کی وجاہت کو مزید نکھارتا تھا۔

مگر اس خوبرو خوب صورت بوائے فرینڈ سے زوبیہ کو اس وقت بڑا خوف محسوس ہو رہا تھا۔

"داؤد! جس کا فون تم نے بند کیا ہے وہ میرا منگیتر ہے۔" وہ اس کے قریب آ کر مدھم سی آواز میں چیخی تھی۔

داؤد نے بڑے تحمل سے ہاتھ میں تھاما فون بیڈ کی طرف اچھالا اور اپنے بھاری ہاتھ سے ایک تھپڑ رکھ کر زوبیہ کے خوب صورت نرم گال پر جڑ دیا۔

"اگر وہ تمہارا منگیتر ہے تو میں کون ہوں؟ بلڈی ہائم پاس۔"

جواب میں وہ اپنے سرخ ہوتے گال پر ہاتھ رکھے ہونق بنی یک ٹک داؤد کی وحشت ناک نظروں میں دیکھتی رہ گئی۔ پھر مری ہوئی آواز میں بولی۔

"تم کیسے یہ سب میرے ساتھ کر سکتے ہو؟" زوبیہ کی آواز مدھم اور کانپتی ہوئی تھی۔

مگر وہ جب بولا تو آواز مضبوط اور بلند تھی۔

"بالکل اسی طرح جس طرح تم نے میرے ساتھ ڈرامہ کیا۔"

"صرف تمہاری وجہ سے میں نے اپنی ماں کو مار دیا۔" بات کرنے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی شرٹ کے بٹن کھولتا جا رہا تھا۔

"کیا کر رہے ہو داؤد پلیز یہاں سے چلے جاؤ۔"

"یہاں رہنے کے لیے تو میں آیا بھی نہیں ہوں مگر جو کرنے آیا ہوں وہ کیسے بغیر کیے چلا جاؤں؟"

"کیا..... کیا مطلب ہے تمہارا؟" داؤد کے قدم اپنی طرف بڑھتے دیکھ کر وہ سہم کر دیوار کے ساتھ جا لگی۔ بٹن کھولنے کے بعد اس نے شرٹ کو کھینچ کر ٹراؤزر سے باہر نکالا۔

پہلے ہونے والے حملے سے ہی بے چاری کے حواس ابھی تک نارمل نہ ہوئے تھے کہ نئی پیدا ہونے والی صورت حال سے بچنے کے لیے کیا کرتی سوچ ہی مفلوج ہو گئی تھی۔

داؤد نے اس کے اڑے رنگ والے چہرے پر ایک حقارت بھری نظر ڈالی اور جھک کر جوتوں کے تسمے کھولے اور باری باری دونوں پاؤں جوتوں کے بعد جرابوں سے بھی آزاد کر دیے۔

زوبیہ اب باقاعدہ کانپ رہی تھی۔

"داؤد پلیز، واپس چلے جاؤ پلیز۔"

داؤد نے زوبیہ کے چہرے کے قریب دونوں طرف دیوار پر اپنے ہاتھ ٹکا کر اپنا چہرہ اس کے بالکل قریب کیا۔

"زوبیہ بیگم ایک وہ بے وقوف لڑکیاں ہوتی ہیں جو سارے خطرے بھلا کر جھوٹی محبت کے فریب میں جکڑی جا کر اپنا آپ لٹا کر آتی ہیں اور دوسری تمہارے جیسی مکار جو ایک وقت میں کئی کو انگلیوں پر نچاتی ہیں مگر آج کے بعد تم یاد رکھو گی کہ داؤد اکرام ہر کسی کے بس کی بات نہیں مجھے نگلنے کے لیے اب تمہیں ایک عمر چاہیے ہو گی۔ تمہارے علاوہ آج تک میں نے کسی لڑکی سے یہ نہیں بولا کہ میں اس سے محبت کرتا

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہوں۔"

"داؤد! مجھے معاف کردو پلیز یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمہارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔"

"ہاتھ جوڑنا تو دور پاؤں پڑو گی تب بھی معاف نہ کروں اور بے فکر رہو مجھے تمہارے وجود سے اب اتنی بھی غرض نہیں رہی ہے کہ اپنی نفرت کا ہی نشانہ بنا سکوں۔" جھٹکے سے مڑا سائیڈ ٹیبل پر رکھا وہ فون اٹھایا جو کم از کم داؤد اکرام کے لیے بہت قیمتی تھا۔ اپنے دونوں جوتے ہاتھ میں پکڑے اور کمرے کے مین دروازے کی طرف بڑھا۔

زوبیہ کو جیسے کرنٹ لگا۔

"یہاں سے کدھر جارہے ہو۔ ادھر سے جاؤ جدھر سے آئے ہو۔"

"چور نہیں ہوں جو چوروں کی طرح جاؤں۔" وہ چٹخنی گرا چکا تھا۔

"داؤد! میرے بھائی گھر پر ہیں خدا کے لیے یہ مت کرو۔"

"اپنے بھائیوں کی شرم تمہیں نہیں تھی تو میں کیوں سوچوں۔"

"داؤد! میں تمہارے پیر پڑتی ہوں دیکھو میری خالہ آئی ہوئی ہیں وہ میری ہونے والی ساس بھی ہیں۔"

"یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔" وہ زوبیہ کو ایک طرف دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

اس کے بعد جو جو بند دروازہ اس کے سامنے آیا وہ پوری قوت سے دھڑ دھڑاتا گیا۔

افطاری کے بعد سبھی لوگ میٹھی نرم نیند میں تھے مگر اتنی ساری آوازیں ایک ساتھ سن کر سارے حواس باختہ سے کمروں سے باہر نکلتے گئے۔

اور اپنے سامنے ایک اجنبی کو دیکھ کر پہلا خیال یہی آیا کہ چور آگئے ہیں۔ زوبیہ کے تین بھائی ایک بھابی ماں اور اس کی خالہ۔ شدید حیرت اور شاک کے عالم میں اسے دیکھ رہے تھے۔ جس نے انہیں لاؤنج میں اکٹھا کیا اور پھر خود سکون سے صوفے پر بیٹھ کر جرابیں اور جوتے پہننے لگا۔ اس سارے عمل کے دوران زوبیہ اپنے کمرے کی دہلیز پر گری بیٹھی تھی۔

سب سے پہلے نیند شاید بڑے بھائی کی بھاگی تھی۔ اس لیے انہوں نے آگے بڑھ کر اس کا گریبان تھام لیا۔

"اوئے کون ہو تم اور میرے گھر میں کیا کر رہے ہو؟ تم اندر کیسے آئے؟"

"بڑی جلدی ہوش آیا۔" اس نے گھورتے ہوئے طنز کیا اور ایک جھٹکا مار کر اپنا گریبان چھڑوالیا۔

"میں تو نہ جانے کتنی بار یہ آور جا چکا ہوں تم تو ہمیشہ کی طرح آج بھی اپنی بیوی کے پلو میں پڑے ہوئے تھے میں نے ہی تمہیں اٹھایا ہے۔ تمہارے گھر کی دیواریں بڑی اونچی ہیں۔ اس کے باوجود میں بڑی آسانی سے اندر آگیا ہوں جا کر دیکھ لو سارے دروازے اسی طرح بند ہیں اور ہمیشہ کی طرح اپنی مرضی سے نہیں آیا ہوں زوبیہ کے بے حد اصرار پر آیا ہوں۔ اب بس جارہا تھا سوچا تم لوگوں سے بھی ملاقات ہو جائے۔" وہ تیزی سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا خارجی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہاں موجود کوئی شخص اس کا راستہ نہ روک پایا۔

چھوٹے دونوں بھائی تھے ہی ابھی صرف تیرہ سال کے جڑواں، ماں تو صدمے سے صوفے پر ڈھے گئیں۔ خالہ نے اسی وقت اپنے گھر فون کر کے بیٹے کو بلایا اور کہا کہ انہیں لے جائے۔ بیٹے کے آنے سے پہلے ہی وہ گھر سے نکل کر باہر گلی میں آگئی تھیں۔ ان کو اپنی بہن سے اس وقت رتی بھر ہمدردی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔ بلکہ وہ پر یقین تھیں کہ ماں ضرور بیٹی کے کرتوتوں سے واقف ہوگی آخر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کسی کی شہہ پر تو وہ یہ سب کرتی رہی ہے۔

"اور یہ سنی ماں بیٹی چلیں تھیں میرے بیٹے کی زندگی برباد کرنے۔" وہ جتنا بھی غصہ کرتیں کم تھا۔

چھوٹے دونوں تو ماں کو دیکھنے لگے تھے۔ جو بے جان ہوتی جارہی تھیں اور بھابی بھاگتی ہوئی اپنے شوہر کے پیچھے گئی تھیں جو زوبیہ کے بالوں کو اپنے دونوں ہاتھوں سے جکڑے اسے گھسیٹتے ہوئے واپس کمرے میں لے گئے۔ زوبیہ کی چیخیں بلند سے بلند ہوتی چلی گئیں۔ جو چیزیں بھی ہاتھ میں آتی گئی وہ اس کے ساتھ بڑی بے دردی سے اسے مارتا گیا۔

"بھائی وہ جھوٹ بول رہا تھا میں نے اسے نہیں بلوایا۔" مگر اس کی سننے کے لیے ان کے پاس فرصت نہ تھی۔ بھابی اپنی پوری جان لڑا کر زوبیہ کے بال اس کے بھائی کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش میں خود بھی دو چار تھپڑ کھا گئی تھیں۔ مگر اس کا بھائی کسی صورت میں بھی اسے آج زندہ چھوڑنے کو تیار نہ تھا۔

جب تک زوبیہ کی والدہ گرتی پڑتی سیڑھیاں چڑھ کر اس کے کمرے تک پہنچی تھیں۔ زوبیہ تشدد کے آگے ہار گئی۔ اس کا بے جان ہوتا وجود لڑھک گیا۔ وہ کارپٹ پر اوندھی منہ گری تھی۔ چہرے پر جا بجا نیل ابھر رہے تھے۔ ہونٹوں کے دائیں کنارے سے خون نکل رہا تھا۔ بائیں آنکھ کے قریب بڑا سا گومڑ نظر آرہا تھا۔ اس کے نرم بالوں کا ایک بہت بڑا گچھا اس کے بھائی کی انگلیوں سے ٹوٹ کر فرش پر گرا تھا۔

امی نے اس کی یہ حالت دیکھی تو سارا کچھ بھول کر تڑپتی ہوئی آگے بڑھیں مگر بیٹے نے درمیان میں ہی روک دیا۔

"خبردار امی! اگر آپ اس حرافہ کے قریب بھی آئیں۔"

"بہن کے لیے کیسی زبان استعمال کررہے ہو۔" اس دفعہ وہ اتنی اونچی آواز میں گرجا کہ درودیوار لرز اٹھے۔

"مت کہیں اسے میری بہن، ورنہ اس کی لاش کو چیل کوؤں کے آگے پھینک دوں گا۔" ساتھ ہی اس نے ایک زوردار پیر زوبیہ کے پیٹ پر مارا۔

"مت مارو۔" اس کی ماں روتی ہوئی اپنا سینہ پیٹتی ہوئی وہیں بیٹھتی چلی گئیں۔ بھابھی زبردستی بھائی کو کھینچتی ہوئی باہر لے جانے کی کوشش میں تھیں مگر اس کا غصہ کم ہونے کی طرف ہی نہیں آرہا تھا۔

"تم دونوں برابر کی قصوروار ہو۔ تم بھی اور یہ میری ماں بھی۔" اب وہ بھابی سے مخاطب تھا۔

"کیا کہہ رہے ہیں آپ ہوش میں آئیں مسئلے ایسے حل نہیں ہوتے۔"

"میری عزت کا جنازہ نکل گیا ہے اور تم چاہتی ہو میں ہوش میں آؤں۔ میرا تو جی چاہ رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ میں تم کو بھی ماردوں آخر کیسے گھر پر تمہاری موجودگی میں رہتے ہوئے یہ بے غیرت یہ سب کر گئی۔" اپنے گلے کی طرف بڑھتے ہوئے اپنے شوہر کے ہاتھ دیکھ کر بھابی کا رنگ فق پڑ گیا۔ کیسی قیامت کی گھڑی نے سب کچھ ختم کردیا۔

☆.....☆

اعتکاف کے اہتمام کو بنائی گئیں ان کپڑے کی چار دیواریوں میں سب سے پیچھے والا کمرہ ان بزرگ کا تھا جن کے لیے اس وقت وہ چائے کا کپ لے کر جارہا تھا۔ ان کو اس نے پچھلے سال بھی اسی جگہ پر دیکھا تھا۔ آج ستائیسویں کی شب گزری تھی اور ابھی لوگ سحری کررہے تھے وہ ہی تھوڑی دیر پہلے انہیں کھانا دے کر آیا تھا اور ابھی چائے لے کر جارہا تھا۔ ضعیف العمر ہونے کی وجہ سے وہ اپنا کھانا اپنے مخصوص کمرے میں ہی کھاتے تھے۔

پردے کے باہر رک کر اس نے اجازت طلب کی۔ "بابا جی چائے لایا ہوں۔"

"آجاؤ بھئی باہر کیوں رک کر اتنی دفعہ پوچھتے ہو سیدھے اندر آجایا کرو۔"

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"آپ کو برا نہ لگے اس لیے پوچھ لیتا ہوں۔"

"اچھے بچے ہو، اب بیٹھ جاؤ میں چائے پی لوں تو کپ لے کر ہی جانا۔"

"جی اچھا۔" دروازے والے پردے کے قریب وہ اکٹھا ہو کر بیٹھ گیا۔

بابا جی چائے پینے لگے ساتھ ساتھ وہ جیسے اس کا جائزہ لے رہے تھے۔ ویسے بھی وہ پہلے دن سے دیکھ رہے تھے کہ سادہ سے حلیے میں گھومنے والا جوان بڑی عمر کے بزرگ لوگوں کی خدمت آگے بڑھ بڑھ کر بڑے شوق سے کرتا تھا۔

"تمہارا کیا نام ہے؟" اس لڑکے نے چونک کر ان بزرگ کی طرف دیکھا۔ اسے یہاں ایک سال ہو گیا تھا مگر کسی کو اپنا نام نہیں بتایا۔

"عمر کیا ہے تمہاری؟" پہلے سوال کا جواب نہ پا کر انہوں نے برا مانے بغیر اگلا سوال کر دیا۔

"اٹھائیس سال۔"

"کہاں کے رہنے والے ہو یہاں لاہور کے؟"

"نہیں گوجرانوالہ کا رہنے والا ہوں۔"

"گوجرانوالہ میں کہاں کے رہائشی ہو؟"

"پرانی پیپل کالونی کا۔"

"کرتے کیا ہو؟"

"یہاں ایک ٹھیکیدار کے پاس مزدوری کرتا ہوں۔"

اب وہ بزرگ حیران ہوئے تھے۔

"پڑھے کتنا ہوئے ہو؟"

"ایف اے پاس ہوں۔"

"تو بھئی مزدوری کیوں تم کر رہے ہو ایف اے پاس کو تو گوجرانوالہ میں ہی کوئی مناسب کام مل سکتا تھا یہاں لاہور ڈیرہ ڈالنے کی ضرورت کیوں پڑی۔"

اس دفعہ پھر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ نظریں جھکا کر فرش کا ڈیزائن دیکھتا گیا۔

"تمہارے گھر میں کون کون ہے؟" اس سوال پر اس کے چہرے کے تاثرات میں واضح تبدیلی آئی تھی۔ بے چینی اور اذیت۔

جب وہ بولا تو آواز کانپتی ہوئی سی تھی۔

"پہلے کوئی ہوتا تھا جی اب کوئی نہیں ہے۔"

"شادی شدہ ہو؟"

"نہیں۔" نفی میں سر ہلایا۔

"ماں باپ؟"

اب کی بار زبان خاموش رہی پر آنکھوں سے بے اختیار ہو کر پانی بوندوں کی صورت ٹپکنے لگا۔

"بہن بھائی؟" وہ ابھی بھی رو رہا تھا۔

"ایک بہن ہے۔"

"شادی شدہ؟" اس سوال پر پھر اس نے سر نفی میں ہلایا۔

"تو وہ کس کے پاس رہتی ہے؟"

"ابو کے ساتھ۔"

"تم ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں رہتے یہاں لاہور کیوں رہتے ہو؟" وہ جیسے آج اس بچی آنکھوں والے کے روگ کی تشخیص کرنے نکلے تھے۔

"کیونکہ ان کا گناہ گار ہوں۔"

بابا جی نے خالی چائے کی پیالی سائیڈ پر رکھی اور ٹشو کے ڈبے میں سے دو تین ٹشو نکال کر اس کی طرف بڑھائے۔ جسے اس نے خاموشی سے تھام لیا۔

اس دفعہ انہوں نے کچھ نہیں پوچھا تھا۔ پر وہ خود ہی کسی نامعلوم طاقت کے تحت بولتا چلا گیا۔ جب دل کا سارا درد انڈیل چکا تو خاموش ہو گیا۔ بابا جی اس دوران اسے بہت غور سے دیکھتے اور سنتے رہے تھے۔

"کیا اسی لیے عمر رسیدہ لوگوں کی خدمت کرتے ہو؟"

"ہاں جی۔ جب تک وہ تمہیں مجھے ان کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اب جب نہیں ہیں تو

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

ہر چہرے میں ان کو ڈھونڈتا ہوں مگر وہ نظر نہیں آتی ہیں اور میری سب سے بڑی تکلیف یہ ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی میری وجہ سے ہاری ہے۔"

"چلو جانے والی تو چلی گئی ہیں۔ جو پیچھے رہ گئے ہیں انہیں کیوں گنوا رہے ہو؟"

"ان کا سامنا کرنے کی میرے میں ہمت نہیں ہے۔"

"تو ہمت پیدا کرو ناں وہ کوئی غیر تھوڑی ہیں۔ تمہارا باپ اور تمہاری بہن سب سے زیادہ تمہارے حق دار ہیں۔ یہاں جو اتنے لوگوں کا خیال کرتے ہو یہ قبول نہیں ہوگا جب تک کہ اصل حق دار کو اس کا حق نہ دیا جائے۔

ابھی تو تمہارے پاس وقت ہے تمہارا باپ زندہ ہے۔ جاؤ اپنی غلطیوں کی معافی مانگ کر اسے منالو اگر خدانخواستہ وہ بھی نہ رہا تو کیا کرو گے؟"

زبان سے کچھ بھی بولے بغیر وہ اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلاتا گیا۔

☆.....☆

"تمہاری نماز کے بعد دعائیں دن بدن لمبی زیادہ ہی لمبی نہیں ہوتی جارہی ہیں۔" مائرہ جو جانے نماز طے کررہی تھی چونک کر سوال کرنے والے کو دیکھا۔

"سب علم ہونے کے باوجود مجھ سے یہ سوال کر کے زخموں پر نمک مت چھڑکیں۔ کھانا کھالیا؟"

"ہاں میں نے تو کھالیا تم بھی کھالو تب تک میں نماز پڑھ لوں۔" اس نے مائرہ کے ہاتھ سے چائے نماز لے کر بچھائی اور نماز کی نیت باندھ لی۔

مائرہ نے ایک نرم مہربان سی نظر اس پر ڈالی اور باہر آگئی۔

کھانا کھا کر اپنے برتن سمیٹ رہی تھی جب ابا باورچی خانے کے دروازے پر آرکے۔

"باری! اس دفعہ دو مہینے گزر گئے ہیں۔ تمہارے بھائی کے خط کا انتظار بڑی بے چینی سے کیا جارہا ہے۔" مائرہ کے ہاتھوں سے پلیٹ چھوٹتے چھوٹتے بچی تھی۔ آخر ابا نے ایسے کیوں کہا۔

"ڈرتے ڈرتے پلٹ کر ان کی جانب دیکھا۔ جو آنکھوں میں نمی لیے دروازے پر ہی کھڑے تھے۔

"تم کیا سمجھتی ہو کہ میں حقیقت سے ناواقف ہوں۔ وہ دبئی وغیرہ کہیں نہیں گیا ہوا اور اس کا تمہارے ساتھ کوئی رابطہ نہیں ہے۔ تمہاری اماں کی الماری میں سے خاکی لفافے ملے تھے۔" مائرہ کی آنکھوں سے بے اختیار پانی بہہ نکلا تھا۔

"معاف کردیں ابا! یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے مگر میں کیا کرتی امی کی حالت نے میری ہمت توڑ دی تھی مگر یقین مانیں میں نے ایسا نہیں چاہا تھا کہ وہ یوں غائب ہوجائے۔"

ابا اندر بڑھ آئے اور اس کا سر تھپک کر اپنے ساتھ لگایا۔

"میں جانتا ہوں بیٹی! میں تمہیں الزام تو نہیں دے رہا ہوں۔" اس طرف آتی جوتوں کی مخصوص چاپ سن کر وہ جلدی سے سنبھلے۔

"چلو جلدی سے آنکھیں صاف کرلو وہ نماز پڑھ کر آرہا ہے۔"

مائرہ نے میکانکی انداز میں آنکھیں اور چہرہ صاف کیا۔

"چلو آؤ ٹی وی آن کرو دیکھیں مفتی منیب الرحمٰن صاحب عید کے بارے میں کیا اعلان کرتے ہیں۔ پھر چائے بنانا۔"

"جی اچھا چلیں۔"

ابا کے ساتھ ہی کچن سے نکل کر بڑے کمرے میں آئی۔ ٹی وی آن کر کے نیوز چینل پر لگایا اور خود ایک دفعہ پھر کچن میں آگئی۔ جہاں پہلے سے ہی چولہے پر چائے رکھی جاچکی تھی۔

مائرہ دیکھ کر ایک دفعہ پھر شرمندہ ہوئی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"رہنے دیتی ناں میں خود بنا لیتی ہر کام نفاست سے کر دیتی ہیں۔ مجھے اچھا نہیں لگتا۔"

"میں تم پر کوئی احسان نہیں کرتی ہوں بس جب فارغ بیٹھتی ہوں ناں تو دماغ گھومنے لگتا ہے بس اسی سے بچنے کے لیے خود کو مصروف رکھتی ہوں تم برا نہ منایا کرو۔"

چائے کپوں میں ڈال کر بڑے مائرہ کی طرف بڑھائی۔

مائرہ نے ایک کپ ابا کو دیا اور دوسرا اعتکاف والے پردے کی دوسری طرف بڑھا دیا۔

خود آکر بڑے کمرے میں بیٹھے دو نفوس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

اب سبھی لوگ بس مفتی صاحب کے منتظر تھے۔

انتظار آخر کار ختم ہوا۔ عید کا اعلان اور باہر دروازے پر گھنٹی ایک ساتھ بجے تھے۔

"لگتا ہے ماموں لوگ آگئے ہیں۔"

"جاؤ تم دروازہ کھولو میں دوسرے انتظام دیکھتی ہوں۔" اعتکاف سے اٹھنے والوں کے لیے پھولوں کے ہار اور نئے کپڑے پہلے سے تیار تھے۔

مائرہ اثبات میں سر ہلاتی باہر دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ پوچھے بغیر دروازہ کھولا مگر سامنے کھڑے شخص کو دیکھ کر منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئی۔

"بھائی تم.....!" دوسرے لمحے وہ بھاگتی ہوئی اس کے سینے سے لگی رو رہی تھی۔

"تم نے ہمیشہ میرے ساتھ برا کیا ہے۔ جانتے ہو اس عرصے میں تمہاری وجہ سے مجھے کیا کیا جھوٹ بولنے پڑے ہیں۔"

"ابو جی.....جلدی آئیں بھائی آگیا ہے۔"

اکرام صاحب کو اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا تھا۔ کانپتی ہوئی ٹانگوں سے وہ کمرے سے باہر آئے تھے۔ جب کہ ایک سن ہوتا وجود وہیں بیٹھا رہ گیا تھا۔ جیسا بھی تھا نالائق یا نکما پر آتے جاتے رستوں میں یا دوسرے تیسرے دن گھر آکر اپنی صورت تو دیکھا جاتا تھا ناں مگر پچھلے ایک سال سے تو وہ اس کی صورت دیکھنے کو بھی ترس گئے تھے۔ کمرے سے باہر تو آگئے مگر آگے بڑھ کر اسے گلے لگانے سے جھجک گئے۔ داؤد اکرام کی شخصیت ہی ایسی رہی تھی مگر یہ کیا؟ اپنے سامنے وہ کسے دیکھ رہے تھے۔ نہ خوشبوئیں لٹاتا نیا لباس نہ چمچماتے جوتے نہ سلیقے بنے بال، نہ فخر سے اٹھی ناک نہ آنکھوں میں بیگانگی کچھ بھی تو نہ تھا۔ خاکی رنگ کا گھسا ہوا ٹراؤزر پرانی سی نیلی شرٹ جس کے کف فولڈ کیے ہوئے تھے۔ پیروں میں جوگرز کندھے پر بیگ آنکھوں میں شرمندگی چہرے پر حد سے زیادہ نرمی۔ چھوٹے چھوٹے بال فرنچ کٹ اسٹائل میں لیے ہوئے تھے۔ یہ اہتمام اس نے گھر آنے کے لیے کیا تھا۔ شیو کروا کر بال کٹوائے تھے اور جس دل اور ہمت سے کام لے کر اس نے دروازے کی گھنٹی بجائی تھی وہی جانتا تھا۔

ابا نے اس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ لیے تھے۔

"آگے بڑھ آؤ یار کیا دہلیز میں روکے ہوئے ہو۔"

"کبھی لوٹ آئیں تو پوچھنا مت فقط دیکھنا انہیں غور سے جنہیں راستے میں خبر ہوئی کہ یہ راستہ کوئی اور ہے"

ابا نے بھی کچھ نہ کہا کچھ نہ پوچھا بس آگے بڑھ کر اسے تھام لیا کیوں کہ اس کی غیر حاضری اور اس کے بعد اب سامنے نظر آنے والی حالت صاف بتا رہی تھی کہ یہ وہ والا داؤد اکرام نہیں جسے وہ جانتے تھے پھر کچھ کہنے سننے کی گنجائش ہی کہاں بچتی تھی۔

وہ باپ کی باہنوں میں بالکل بچہ بن کر بکھرا تھا اور انہوں نے بھرپور شفقت سے اسے سمیٹ لیا تھا۔ معافی تلافی تک بات جانے ہی نہیں دی بڑے سلیقے سے سب گول کرتے ہوئے مائرہ سے بولے۔

"مائرہ جاؤ جلدی سے بھائی کو کپڑے نکال

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

کردو۔ جاؤ تم بھی نہالو تمہاری ماں تو بیٹے کو پاکستان میں رہنے کے دوران اتنی شان سے پہنتے اوڑھتے دیکھتی تھی اب تو اس کا بیٹا دبئی سے آیا ہے۔ سو سوال کرے گی۔"

"کیا مطلب ہے آپ کا کیا امی زندہ ہیں؟"

"لو بھلا اسے کیا ہونا ہے اچھی بھلی ہے۔ اعتکاف میں بیٹھی ہوئی ہے۔ تمہارے ماموں وغیرہ بھی آتے ہوں گے صبح عید ہے تم جلدی سے کپڑے بدل لو۔ پھر تمہاری ماں کو اعتکاف سے اٹھاتے ہیں۔"

داؤد جو محسوس کر رہا تھا لفظوں میں بیان کرنے سے قاصر تھا مگر اتنا جانتا تھا کہ وہ اپنے رب کا بہت شکر گزار ہے۔ یہ احسان کبھی زندگی بھر نہیں چکا سکتا تھا کہ اس کی ماں مل گئی تھی۔ جس کو کھونے کا سوچ کر وہ بہت رویا تھا اور بہت تڑپ تڑپ کر دعائیں مانگی تھیں۔

مائرہ نے دل میں سوچا آج تو حقیقی معنوں میں عید ہوگئی ہے۔ خوشی اور جوش سے سرخ پڑتے چہرے کے ساتھ جا کر اس نے داؤد کے لیے سفید کلف شدہ شلوار سوٹ نکال دیا۔ جب تک وہ کپڑے بدل کر نکلا ماموں وغیرہ بھی آگئے تھے۔

داؤد کی موجودگی سبھی کے لیے بڑا سرپرائز ثابت ہوئی تھی سو نیو نیو مبارک بادیوں، قہقہوں اور مٹھائی کھاتے کھاتے اماں بھی اعتکاف سے اٹھ گئیں۔ آج اس چار دیواری میں جتنی خوشیاں آئی تھیں۔

داؤد بار بار اماں کا چہرہ چوم رہا تھا جتنی دیر انہیں بانہوں میں بھر کر خود کو ان کی موجودگی کا یقین دلواتا رہا۔

"حلیمہ! دبئی جا کر تو داؤد بالکل ہی بدل گیا ہے۔" ممانی نے کہا تو داؤد کو اپنے جذباتی پن کا سب کے سامنے اظہار کا احساس ہوا تو مسکراتا ہوا ایک طرف ہو گیا تاکہ اماں باقی سب سے مل لیں۔

سب سے ملتے ہوئے وہ متلاشی نظروں سے ارد گرد دیکھتی رہی تھیں اور آخر پوچھ ہی لیا۔

"مائرہ بھئی میری بیٹی کدھر ہے؟"

"آ..... آپ کی بیٹی صاحبہ اندر اپنے کمرے میں چھپ کر بیٹھی ہیں۔ ہزار دفعہ کہا ہے باہر آئیں مگر سن ہی نہیں رہی ہیں۔"

"ارے داؤد بھائی کو دیکھ کر ہم اپنی بھابی کو تو بھول ہی گئے۔ سو سوری بھابی۔" ماموں کی بیٹی ملائکہ خود کو ملامت کرتی اندر کی طرف گئی۔

"اب اندر چھپ کر بیٹھنے کا ٹائم نہیں ہے آپ کے میاں صاحب آگئے ہیں زبردست سی ٹریٹ بنتی ہے آپ کی طرف سے۔" مائرہ نے سب کے مسکراتے چہروں کی طرف دیکھا اور پھر داؤد کا جس کے چہرے پر واضح الجھن رقم تھی۔ وہ سوالیہ نظروں سے کبھی مائرہ اور امی ابا کے چہروں کو دیکھ رہا تھا مگر اصل شاک ملائکہ کے ساتھ بڑے کمرے میں قدم رکھتی لڑکی کو دیکھ کر لگا تھا۔

اس کے سر پر چھت گرتی تو تب بھی وہ اتنا بے یقین نہ ہوتا۔ جتنا بے یقین اپنے سامنے زوبیہ کو دیکھ ہوا تھا۔ اماں واری صدقے جانے والے انداز میں اس لڑکی کا منہ سر چوم رہی تھیں اور داؤد اکرام کا دل کسی گہری کھائی میں گرتا جا رہا تھا۔ اس کا ذہن تھوڑی دیر پہلے ملائکہ کے بولے گئے الفاظ کو دہرانے سے انکاری ہو رہا تھا۔

اماں کے پاس صوفے پر ایک طرف وہ بیٹھا ہوا تھا اور دوسری طرف جگہ بنا کر اماں نے زوبیہ کو بٹھایا تھا۔ جس کا رنگ فق ہوتا جا رہا تھا۔

پھر مہمانوں کی موجودگی کا خیال کر کے وہ مائرہ کے ساتھ باورچی خانے کی طرف بڑھ گئی۔

☆.....☆

عید ہو جانے کے امکان کو سامنے رکھتے ہوئے دونوں نے پہلے سے ہی رس ملائی اور دہی بھلے بنا کر

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS

WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

فریج میں رکھ دیے تھے ابھی وہی نکال کر سب کو دیے ساتھ میں کولڈ ڈرنکس۔ اس سارے وقت میں زوبیہ نے ملائکہ وغیرہ کو کچھ محسوس نہیں ہونے دیا۔ ان کے مذاق اور چھیڑ چھاڑ کو مسکرا کر اگنور کرتی گئی اور خود کو باورچی خانے میں بلاوجہ مصروف شو کیا۔ دودھ پہلے سے ابلا ہوا تھا۔ اس نے دوبارہ ابال دیا۔

وہ لب بھینچے سنجیدگی سے ماں کے برابر بیٹھا رہا۔ اس نے کھانے کے لیے کوئی چیز نہیں لی ماموں کے سوالوں کے جواب میں بھی بس ہوں ہاں کرتا رہا۔ جونہی مہمان گئے اس نے سوالیہ نظروں سے اماں کی طرف دیکھا۔

اس وقت ابا اور مائرہ بھی ادھر ہی موجود تھے اور جس کے متعلق وہ جاننا چاہتا تھا۔ وہ اپنے ڈوبتے ہوئے دل کو سنبھالتی ہوئی دبے پاؤں چھت پر چلی گئی۔

کبھی کبھی ہوتا ہے ناں ایسا کہ ہم اپنی حدود بھول جاتے ہیں اور اپنی مرضی کے اصول و قانون بنا کر جینا چاہتے ہیں اور پھر ٹھوکر لگتی ہے تو دوبارہ کبھی بھی اپنے پیروں پر کھڑے ہونے کے قابل نہیں رہتے۔

اس کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ پہلے ہی مرحلے پر ایسی چوٹ کھائی تھی کہ اب زندگی سے ہی ڈر لگنے لگا تھا۔

"پلیز امی! آپ مجھے بتائیں گی کہ یہ لڑکی میرے گھر میں کیا کر رہی ہے اور وہ ملائکہ اور اس کے بہن بھائی اسے بھابی کس کے حوالے سے بول رہے تھے؟"

"میری جان جب تمہارے گھر میں ہے تو تمہارے حوالے سے ہی بھابی بولتے ہیں۔"

"اس سے پہلے کہ میں پاگل ہو جاؤں آپ بتا دیں کہ یہ یہاں کیسے آئی کیا بکواس کی ہے اس نے آپ لوگوں سے۔"

"وہ بے چاری کیا کہہ سکتی تھی داؤد، تمہارے پاس غصہ کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ جو تم نے اس کے ساتھ کیا وہ ظلم تھا۔ تمہیں ویسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔"

"عجیب باتیں کر رہی ہیں آپ امی۔ اپنی عزت مانتا تھا میں اسے اور اس نے میری غیرت کے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ مجھے اگر علم بھی ہوتا کہ اس کا بھائی اسے زندہ چھوڑ دے گا تو اس رات اس کو اپنے ہاتھوں سے مار کر وہاں سے نکلتا۔"

"تمہاری غیرت پر طمانچہ تو تب لگتا اگر وہ تمہارے نکاح میں ہوتے ہوئے کسی اور کی [illegible]

"[illegible] آپ اس کی صفائیاں دینا بند کریں وہ [illegible] ایک وقت میں بے وقوف بنا رہی تھی اور [illegible] میں کبھی معاف نہیں کر سکتا۔ آپ اس کو کہہ دیں یہاں سے فوراً چلی جائے۔"

"ایسا تو کبھی مر کر بھی نہیں ہو سکتا داؤد۔" اس وقت سے خاموش بیٹھے ابا ایک دم بولے تھے۔ آج سے پہلے انہوں نے اس کڑک کے ساتھ داؤد سے بات نہیں کی تھی۔

"میں زوبیہ کو اپنی بیٹی بنا کر اپنے ساتھ اس چھت تلے لایا تھا۔ جب وہ بے گھر اور بے آسرا کھڑی تھی اور وہ بھی صرف میرے بیٹے کی وجہ سے اس رات اگر اس کے بھائی نے اسے مارا نہیں تھا تو جینے کا حق بھی چھین لیا تھا۔ میرے اللہ کا حکم ہے کہ اگر کسی کا عیب دیکھو تو اس کو اچھالنے کے بجائے اس پر پردہ ڈال دو تا کہ اللہ تمہارے عیبوں پر پردہ ڈال دے۔

اگر زوبیہ کی بھابی اپنے باپ کو ادھر بلا کر زوبیہ کو اس کے ساتھ نہ بھیج دیتی تو زوبیہ مر ہی چکی تھی۔ بروقت ملنے والی میڈیکل امداد نے اس کی تکلیف میں کمی کی تھی۔ دو ہفتے اسپتال میں رہی مگر اس کے

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

گھر سے کوئی دیکھنے نہیں آیا۔ کیوں کہ بھائی نے ماں کو دھمکی دی تھی کہ اگر وہ زوبیہ کو دیکھنے گئی تو وہ ماں اور دونوں چھوٹے بھائیوں کو بھی گھر سے نکال دے گا اور زوبیہ بھی اگر بچ گئی ہے تو اس دفعہ مار کر ہی دم لے گا۔ ماں بے چاری سارے صدمے برداشت نہیں کر پائی پہلے بیٹی پر اتنی بڑی تہمت لگنا پھر اسے نیم مردہ حالت میں دیکھنا۔ سارے خاندان کا تھوتھو کرنا اور آخر میں بیٹے کا یوں فرعون بننا بے چاری کو ہارٹ اٹیک ہوا اور زندگی ہار گئی۔ بھائی نے زوبیہ کو آخری دفعہ منہ دیکھنے بھی نہیں دیا۔

وہ تو ہمیں فون آیا تھا۔ تمہارے دوست کے نمبر پر کوئی صاحب تھے جو مجھ سے اور تمہاری ماں سے بات کرنا چاہتے تھے۔ ہم دونوں گئے فون سنتے ہی انہوں نے اسپتال کا پتا بتا کر وہاں بلایا اور ہمیں ساری بات بتا دی۔ فون کرنے والا زوبیہ کی بھابی کا والد تھا۔ اس بچی کی جو حالت میں نے دیکھی تھی میں نے اسی وقت اپنے اللہ سے وعدہ کیا تھا کہ میں مرتے دم تک اس بچی کی کفالت کروں گا۔

تمہاری ماں نے جذبات میں آکر ساری برادری رشتے داروں میں زوبیہ کو تمہاری بیوی کی حیثیت سے متعارف کروایا ہوا ہے۔ میں نے اسے سمجھایا بھی تھا مگر خیر۔ اب یا تو تم تھوڑا ظرف دکھاؤ اپنی غلطی مانو اور اپنے بوڑھے ماں باپ کے منہ سے نکلی بات کی عزت رکھ لو نہیں تو میں تم پر تو اس گھر کے دروازے بند کر سکتا ہوں۔ زوبیہ پر نہیں یہ اس کا گھر ہے اور یہاں وہ پوری عزت کے ساتھ رہے گی۔ تم جہاں جی چاہے جا سکتے ہو۔" ابا نے داؤد اکرام کے غبارے کی ساری ہوا ایک جھٹکے سے ہی نکالی اور سکون سے ہاتھ جھاڑتے ہوئے وہاں سے چلے گئے۔

مائرہ کو یہ سب دیکھ کر بڑا مزہ آرہا تھا۔ ابا بول رہے تھے اور زندگی میں پہلی مرتبہ وہ صرف سن رہا تھا۔

داؤد نے سر اٹھا کر مائرہ کی طرف دیکھا جو کھلکھلا کر ہنستی چلی گئی۔ داؤد نے کشن اٹھا کر اس کا نشانہ لیا۔

"بند کرواپنے دانت۔"

"یہ تو اب کبھی بھی بند نہیں ہوں گے جناب اور آپ بھی جلدی سے اٹھیں مجھے اور بھابی کو چوڑیاں دلوائیں۔"

"کہیں نہیں لے کر جاؤں گا بڑی آئی بھابی والی۔" مائرہ کے بلند ہوتے قہقہوں اور داؤد کی دھیمی معنی خیز مسکراہٹ نے داؤد کو بھی مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"زوبیہ ہے کہاں؟" اس نے کان کھجاتے ہوئے لاپرواہ انداز میں پوچھا۔

"اب آیا ناں اونٹ پہاڑ کے نیچے۔ میں بتا سکتی ہوں کہ وہ اس وقت کہاں پر بیٹھ کر آنسو بہا رہی ہوں گی اگر آپ وعدہ کرتے ہیں تو چوڑیاں دلوانے کا تو۔"

"تمہیں تو ہرگز نہیں ملیں گی چوڑیاں شکیلاں اس سارے فساد کی جڑ ہی تم ہو۔ تم نہ بتاؤ میں خود ہی ڈھونڈ لیتا ہوں۔"

پہلے ابا کے کہنے پر ان کے ساتھ جا کر عشاء کی نماز پڑھ کر آیا۔ پہلی جماعت نکل گئی تھی۔

واپسی پر اس نے خاموشی سے اسے سارے گھر میں ڈھونڈا مگر وہ کہیں نظر نہ آئی۔ مائرہ کپڑے استری کرتے ہوئے مسلسل اسے چھیڑ رہی تھی۔

"بغیر مدد کے نہیں ڈھونڈ پائیں گے ان کے ٹھکانے کو صرف میں ہی جانتی ہوں مان لیں ہار۔"

وہ آخر میں چھت پر آیا۔ ساری چھت دیکھ لی مگر بے کار وہیں ریلنگ پر جھک کر صحن میں دیکھتا رہا پھر لکڑی کی سیڑھی نظر آئی۔ دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر دونوں بازو ٹانگوں کے گرد لپیٹے ان پر سر جھکائے گٹھڑی بنی بیٹھی تھی۔

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

www.Paksociety.Com

"دیکھو اماں کہتی ہیں کہ رات کے وقت اس طرح دیواروں کے ساتھ چپٹ کر نہیں بیٹھتے کئی جانور ہوتے ہیں چھپکلیاں وغیرہ۔"

وجود میں ہلکی سی جنبش ہوئی تھی مگر سر نہیں اٹھایا۔

"تمہیں کس نے کہا ہے کہ اونچائی پر اللہ قریب ہوتا ہے۔" اب وہ اس کے بالکل برابر بیٹھ گیا تھا۔

تھوڑی دیر یونہی خاموشی چھائی رہی۔

"اگر تم مجھ سے جھوٹ بولے بغیر کنارہ کش ہو جاتیں تو مجھے بالکل برا نہ لگتا مگر جو رویہ تم نے رکھا ہوا تھا وہ میری توہین تھی اور مجھے یہ خیال ہی پاگل کر دینے کے لیے کافی تھا کہ میں ایک لڑکی کے ہاتھوں بے وقوف بنا ہوں۔ اس کے باوجود بھی میں انتہائی شرمندہ ہوں کہ تمہیں یہ ساری تکلیف اٹھانی پڑی۔ اس طور پر تمہاری والدہ کی وفات کا سن کر مجھے دلی افسوس ہوا ہے اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کسی بھی صورت میں اس نقصان کی تلافی نہیں کر سکتا۔ پھر بھی یہی کہوں گا کہ مجھے معاف کر دو۔ میں وعدہ تو نہیں کرتا مگر اپنی پوری کوشش کروں گا کہ تمہارے بھائی کو تم سے ملوا دوں۔" اس نے دھیرے سے زویہ کا لرزتا ہوا ہاتھ اپنے مضبوط ہاتھ سے تھام لیا۔

وہ شاید ابھی بھی رو رہی تھی۔

"بولو مجھے معاف کر سکتی ہو؟" کافی دیر بعد زویہ نے سر اٹھایا تھا۔

"تمہیں معافی مانگنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ غلطی تمہاری نہیں بلکہ میں غلطی پر تھی۔ میں نے کبھی ان چیزوں کو سنجیدگی سے سوچا ہی نہیں تھا اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے سوچا تھا کہ داؤد خوب صورت ہے دوستی اسی سے رکھنی ہے مگر میری خالہ کا بیٹا تمہارے مقابلے میں مالی طور پر بہت مضبوط تھا۔ اس لیے شادی اس سے کرنا چاہی مگر میں مانتی ہوں داؤد میں غلط تھی۔ تم مجھے معاف کر دو۔" اس نے داؤد کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔

"تمہارے ماں باپ نے مجھے اس وقت سہارا دیا تھا۔ جب میرے اپنے مجھے چھوڑ کر حقارت سے منہ موڑ کر چلے گئے تھے۔ داؤد میں نے اللہ سے بہت معافی مانگی ہے۔ تمہارے ابا کہتے ہیں جب کوئی انسان شرمندہ ہو کر اپنی غلطیوں کی معافی مانگتا ہے تو اللہ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ کیا تم مجھے معاف کر سکتے ہو۔ ساری حقیقت جاننے کے بعد؟"

داؤد کو حقیقت قبول کرنی ہی تھی کیوں کہ یہ اس کے ماں باپ کی خواہش تھی اور یہ لڑکی جیسی بھی تھی اب بدل گئی تھی اور گھر سے بے گھر بھی اسی کی وجہ سے ہوئی تھی۔ اس لیے داؤد نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کر دیے اور معافی کے لیے بندھے ہاتھ کھول دیے۔

"چلو اکٹھے قدم اٹھاتے ہیں نئی منزل کی طرف نیک نیتی کے ساتھ اور ایمانداری کے ساتھ۔" مائرہ نے آ کر شور مچایا تھا۔

"ساڑھے بارہ ہو گئے ہیں اور اگر مارکیٹ بند ہو گئی نا تو آپ کی خیر نہیں ہے۔ صبح عید والے دن میری بھابی کے ہاتھ میں چوڑیاں ضرور ہونی چاہیے۔ یہ اماں کے بعد میرا بھی حکم ہے اور اماں کہہ رہی ہیں صبح مسجد میں آپ دونوں کا نکاح ہونا ہے۔ کیوں کہ سب لوگ یہی سمجھتے ہیں کہ نکاح ہو چکا ہے تو اب اصل میں ہوگا۔"

مائرہ بولتی جا رہی تھی اور خوشیاں دلوں پر دستک دے رہی تھیں اور کون بے وقوف ہوگا جو آگے بڑھ کر دل کے دروازے نہ کھولے۔

☆

SCANNED BY FAMOUSURDUNOVELS
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY